پیش لفظ

سندھ کی عظمت کے کئی پہلو ہیں۔ وہ ایک شاندار ماضی کا مالک ہے وہ اپنی تاریخ کے ہر دور میں ممتاز و سربلند رہا ہے۔ اس کی تاریخ کا جدید ترین دور بھی جو سندھ میں مسلمانوں کی آمد سے شروع ہوتا ہے، اپنے خصائص علمی و دینی کے اعتبار سے سنہرا دور ہے اور اس کا دامن دنیا کی ایک قدیم و عظیم تہذیب کے آثار سے بھی زرنگار ہے اس کی زبان دنیا کی اہم السنہ میں شمار ہوتی ہے اور اس کا ادب دنیا کے بے مثال علمی خزائن میں ایک قیمتی سرمایہ ہے۔

اس کی زمین زرخیز اور سرزمین معدنی دولت سے مالا مال ... صنعت کے حسن و معیار پر قرآن حکیم شاہد ہے۔ اس کا رقبہ، اس کے وسائل پیداوار اور اس کی آبادی کئی آزاد و خود مختار اسلامی ملکوں کے مجموعی رقبے، وسائل اور آبادی سے زیادہ ہے اس کے باشندے علم دوست اور وفا سرشت ہیں۔

سندھ اپنی تاریخ کی قدامت، تہذیب کے حسن، زبان کی شیرینی، ادب کی دل ربائی، اپنے باشندوں کے ذوق و شایستگی، وفا کیشی، علم پروری، انسان دوستی، صلح جوئی اور کھیتوں، کھلیانوں، دریاؤں، میدانوں، پہاڑوں کے قدرتی مناظر اور ساحل سمندر کی عظمت اور اس کے فطری حسن، غرضیکہ ہر اعتبار سے حسین و دل کش ہے۔ اس کا چپہ چپہ کرشمہ سازی میں بے مثال اور حسن و رنگینی کی تصویر لاجواب ہے۔

سندھ کی تاریخ علم و تہذیب، طبعی و جغرافیائی حالات، سیاست و مذہب، آثار و روایات، اس کے فنونِ لطیفہ اور کلچر کی رنگا رنگی دیدۂ حسن پرست اور نگاہِ جمال آشنا کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور "کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجا ست" کی مثل صادق آتی ہے ایک ذوق آشنا

قلب اس کو ے کے حسن کو اپنے دامن عقیدت میں سمیٹ لینا چاہتا ہے لیکن اسے اپنا دامن تنگ نظر آنے لگتا ہے اور کسی صاحبِ ذوق اور اہل قلم کو سندھ کے حسن و دل ربائی کے کسی ایک منظر کو بھی سِلکِ تحریر میں لانے اور تزئین و تشکیل دینے میں اپنے عجز کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

سندھ کی تاریخ کے ہر دور میں اور علم و عمل کے ہر دائرے میں بڑی بڑی شخصیتیں پیدا ہوئیں ہیں۔ عظیم حکمران اور فاتح ہیں، جن کے ہاتھوں میں ان کے کارناموں اور فتوحات کی سنہری جلدیں ہیں۔ بڑے بڑے صوفیہ اور مشائخ ہیں اور ان کے انسانی اور دینی افکار کے مجموعے اور ان کی روشن اور اثر انگیز سیرتیں ہیں اکابر علما اور اصحاب درس و تدریس کے حلقے اور علمی مجامع ہیں ماہرین علوم و فنون کے سلسلے اپنے کارناموں کے ساتھ موجود ہیں۔ ادب و شعر، حکمت و فلسفہ، تاریخ و سیاست، تعلیم و صحافت میں اصحاب ذوق و اہل نظر کے افادات و تخلیقات ہیں۔ مفکروں، مدبروں اور انقلابیوں کے عظیم الشان سلسلے ہیں، قومی خدمت گزاروں اور ایثار پیشہ گان ملت کی تابندہ اور لافانی سیرتوں کے نقوش ہیں اور ہر سلسلے کا ہر فرد فرد فرید اور عدیم المثال ہے۔ اگرچہ ابھی تک کوئی پیمانہ ذکر ایجاد نہیں ہوا کہ کسی شخصیت کے علم و فکر اور سیرت کو ناپ کو اس کی عظمت کا درجہ متعین کر دیا جائے البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کے عظیم عظیم تر، اس کے نیکوکار، نیک تر اور اس کے اچھے بہت اچھے ہیں۔ حتیٰ کہ عام زندگی میں اس کے کھوٹے بھی دوسروں کے کھرے کے برابر ہیں۔

مولانا دین محمد وفائی سندھ کے اکابر اہل علم و ادب اور تاریخ و صحافت کی ایک منفرد اور ذہن و فکر کی مخصوص صلاحیتوں کی حامل شخصیت تھے۔ وہ سندھی زبان کے صاحب طرز ادیب، انشاء پرداز اور شاعر تھے۔ وہ ایک بلند پایہ مصنف تھے اور تاریخ و سوانح، ادب و تنقید، تعلیم و تہذیب، حدیث و سیرت، مذہب و افکار حقہ کے اثبات اور مذاہب و فرق باطلہ کے رد میں ان کی درجنوں کتابیں یادگار ہیں۔ اصلاح رسوم و اعمال کے میدان میں بھی ان کے علمی و عملی کارنامے ہیں۔ وہ تاریخ کے امام تھے۔ صحافت میں وہ ایک مکتبۂ فکر کے بانی اور پیش رو تھے۔ ان کی ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ سندھ کے ایک بڑے ولی اللّٰہی اور سیاسیات میں امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی کے افکار اور اندازِ فکر و سیاست کی حامل ایک بڑی شخصیت تھے۔ انھوں نے ۱۹۲۰ء میں تحریک خلافت اور ترک موالات کے زمانے سے لے کر ۱۹۵۰ء میں اپنی وفات تک متعدد قومی و ملی تحریکات

میں حصہ لیا تھا۔ وہ سندھ میں استعمار دشمن اور جنگ آزادی کے مجاہد تھے۔

وہ سندھ کی قدیم و جدید تہذیب کا سنگم تھے۔ وہ سندھ کی حسین روایات کا مجسم نمونہ اور ایک تہذیبی شخصیت تھے وہ علم پرور، فراخ قلب، بلند حوصلہ، صلح جو، انسان دوست شخص تھے ان کی شخصیت فکر و نظر، علم و عمل، تہذیب و روایات اور سیرت و کردار کا ایک ہشت پہلو ہیرا تھی۔ جس کے ہر رخ میں حسن اور رنگینیوں کی ایک دنیا آباد تھی۔

ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مولانا وفائی علیہ الرحمۃ نے اپنی قومی، ملی، علمی و عملی، دینی و سیاسی اور تعلیمی و اصلاحی کوششوں کا اللہ تعالیٰ سے بہترین اجر پایا ہوگا، انھیں اس کی ہرگز ضرورت نہیں کہ ہم ان کا تذکرہ لکھیں یا کوئی اور یادگار قائم کریں۔ لیکن نئی پود کی تعلیم، قومی و ملی شعور کی تربیت، اسلامی سیرت کی تشکیل اور اخلاق کی تہذیب کے لیے نئی نسل کو محسنینِ قوم و وطن اور خدمت گزارانِ علوم و فنون کی شخصیتوں، ان کی پختہ سیرتوں اور ان کے عظیم الشان علمی و عملی کارناموں سے متعارف کرانا ناگزیر قومی ضرورت ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ضرورت ہے کہ ان کے نام پر کوئی علمی و تحقیقی ادارہ ہو، کوئی درس گاہ اور کالج ان کے نام سے شرف پائے، قومی تعلیمی نصاب میں ان کی شخصیت پر ایک باب ہو، یونی ورسٹی میں ان کی یاد میں چیئر قائم کی جائے اور ان کی شخصیت، آثار و افکار، ادبی، دینی، صحافتی خدمات پر ریسرچ میں رہنمائی کی جائے، لیکن مجھے معلوم نہیں کہ ان کے نام پر ان کے آبائی ضلع سکھر میں ان کے نام سے کسی سڑک ہی نے شرف پایا ہو۔

مولانا دین محمد وفائی کے علمی و عملی کارناموں کے تذکرے میں ان کے یوم وفات کے حوالے سے ہر سال ایک دو مضمون چھپ جاتے ہیں۔ کبھی ان کی یاد میں کوئی جلسہ بھی ہو جاتا ہے سندھ کے علمی حلقوں میں ان کا نام جانا پہچانا ہے اور ان کی خدمات کے تعارف میں ایک مجموعۂ مضامین (یادگار وفائی) بھی شائع ہوا ہے۔ لیکن مولانا وفائی جیسی شخصیت جن کا شمار قومی معماروں میں ہوتا ہو، ان کی یاد کا یہ بہت تھوڑا سر و سامان ہے۔ جس پر اکتفا کر لیا گیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی یادیں، ان کی سیرت، ان کی روایات اور خدمات کے تذکرے کو کسی مخصوص اور محدود دائرے میں پیش کرنے کے بجائے قومی سطح پر ایک تحریک کی صورت میں متعارف کرایا جائے۔

شاہ ولی اللہ اکیڈمی (حیدرآباد، سندھ) کے علمی ترجمان ماہنامہ الولی کا یہ چھوٹا سا خصوصی نمبر مولانا دفائی کی پُرعظمت شخصیت کے شایانِ شان نہیں کہا جا سکتا، لیکن قومی سطح پر مولانا دفائی رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف میں ایک ابتدائی اور مناسب کوشش ضرور ہے۔

حالات و وسائل کی گنجائش کے مطابق مولانا دفائی کے علمی و عملی کارناموں کے تعارف اور تذکرے کی کوششیں آیندہ بھی جاری رہیں گی اور سندھ کی دیگر علمی، دینی، سیاسی تاریخی شخصیات پر بھی اکیڈمی کے محدود وسائل کے اندر اسی قسم کے نمبر شائع کیے جائیں گے۔ البتہ اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ ان شخصیات کا تعلق علماً و عملاً ولی اللٰہی مکتبہ فکر سے ہو، تاکہ تمام مساعی شاہ ولی اللہ اکیڈمی کے دائرہ فکر و مقاصد کے اندر رہیں۔

امید ہے کہ الولی کا یہ خصوصی شمارہ اصحاب ذوق و اہل علم میں قدر کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔

[signature]
۲۴-۵-۱۹۹۱ء